

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

بدفالی ایک شرکیہ فعل

(۲)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّمَا ظَنَرَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الاعراف: ۱۳۱)

درحقیقت انکی فال بد تو اللہ کے پاس تھی مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے۔

قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ اِنَّ ذِكْرًا لَّكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ (یسین: ۱۹)

رسولوں نے جواب دیا تمہاری فال بد تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے کیا یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

عن معاویہ بن الحکمّ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموراً کنا نضعها فی الجاہلیۃ کنا نأتی الکھان قال فلا تأتوا الکھان ، قال کنا نتطیر قال ذلک شئی یجده احدکم فی نفسه فلا یصدنکم قال قلت ومنا رجال یخطون خطا قال کان نبی من الانبیاء یخط ممن وافق خطہ فذلک (رواہ مسلم)

معاویہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ باتیں ہم کفر کے زمانے میں کیا کرتے تھے (اب ان کا کیا حکم ہے؟) ہم کا انہوں کے پاس جا کر (غیب کی خبریں دریافت کیا کرتے تھے) فرمایا: اب انکے پاس مت جاؤ، انہوں نے عرض کیا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم پرندے اڑا کر نیک و بد فال کے بھی قائل تھے، فرمایا: بدفالی ایک ایسی چیز ہے جس کے تم ہمیشہ سے عادی چلے آتے ہو اس لئے تمہارے دلوں میں اس کا اثر تو ہوگا لیکن تم کو چاہیے کہ اس کی وجہ سے اپنے کام نہ روکو۔ میں نے عرض کیا ہمارے کچھ خطوط کھینچ کر غیب کی خبریں معلوم کر لیا کرتے تھے، فرمایا: خدا کے نبیوں میں ایک نبی ضرور اس علم کے مالک تھے، اب اگر کسی کا خط ان کے ساتھ مطابقت کر جاتا ہوگا تو وہ بھی درست ہو جاتا ہوگا (مگر وہ خبر کیسی ہوگی کہ درست ہے)

عن جابر قال سمعت النبی ّ یقول لا عدوی ولا صفر ولا غول (رواہ مسلم)

”حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ مرض لگ جانا صفر اور غول بیابانی سب خیالات ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔“

محترم سامعین! پچھلے جمعہ کو آپ حضرات کے سامنے بدقالی کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنے کی کوشش کی تھی مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے بات کو آگے نہ بڑھا سکا، بہر حال بدقالی ایک شرکیہ فعل ہے، فال لینے والے انسان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ کام جو میرے ساتھ ہوا اس کا سبب فلاں چیز ہے، اکثر ہمارے علاقے میں جب صبح کے وقت کواد یوار پر چیختا ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ آج کا دن پھر برا ہے، کیونکہ کوایج رہا ہے، حالانکہ خیر و شر من جانب اللہ ہوتا ہے۔ بہر حال فال کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وما الفال؟ یعنی فال کیا ہے؟ تو نبی کریمؐ نے جواب دیا الکلمۃ طیبۃ یعنی اچھی بات وہ جو دل کو خوش کر دے۔ مطلب یہ کہ ہر وہ بات جو فطرت انسانی کے مطابق ہو تو طبیعت اس کو اچھا سمجھتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو دو چیزیں پسند تھی ایک خوشبو اور دوسری عورت۔ ایک روایت میں شہد اور مٹھی چیز کو محبوب گردانتے تھے۔ اچھی آواز اور کلام پاک کو پسند فرماتے تھے۔ اچھے عادات اور اچھے اخلاق کو محبوب گردانتے تھے کیونکہ اللہ نے انسان کی فطرت میں یہ وصف و دیعت فرمادی ہے کہ وہ اچھے نام کو چاہتا اور اس سے محبت کا خواہاں ہے۔ اس طرح اشیاء کے ناموں میں بھی یہ تاثیر رکھی گئی ہے کہ انسان اسے سن کر خوشی اور مسرت محسوس کرتا ہے، جیسے کامیابی، کامرانی، تندرستی، سرخروئی، مبارکباد وغیرہ سنتے ہی انسان کی طبیعت کھل کھلا اٹھتی ہے۔ دل مضبوط اور سینہ کھل جاتا ہے اور انسان کا جسم تازگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح بعض الفاظ یا اشیاء کے نام سنتے ہی انسان کی طبیعت پر بوجھ آ جاتا ہے غم اور خوف کے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دل تنگ ہو کر گھٹن محسوس کرنے لگتا ہے۔

فال بد لینا حرام ہے: بہر حال فال بد لینا حرام ناجائز اور گناہ ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ ہمارے اوپر ایک پرندہ چیختا ہوا گزر گیا۔ ایک آدمی کہنے لگا خیر خیر یعنی بھلائی بھلائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس شخص سے لا خیر ولا شر اس میں خیر ہے نہ شر۔ حضرت ابن عباسؓ نے سنتے ہی اسی بات کی تردید فرمائی کہ کہیں اس شخص کے دل میں خیر و شر کی تاثیر کا عقیدہ نہ پیدا ہو جائے، اسی طرح حضرت طاووسؓ اپنے ساتھی کے ساتھ سفر کو چلے راستے میں کسی مقام پر کوٹا کانیں کانیں کرتا ہوا گزر گیا یہ سن کر حضرت طاووسؓ کا ساتھی کہنے لگا خیر خیر حضرت طاووسؓ گویا ہوئے اسکے پرواز میں کوئی خیر اور بھلائی ہے اور فرمانے لگے جاؤ میرے ساتھ سفر میں شریک نہ ہو کیونکہ تمہارا اعتقاد پرندے پر ہے خدا کی ذات پر نہیں ہے

پرندوں کی آواز میں خیر و شر نہیں: ولا ہامہ: ہامہ عرب اُلُو کو کہتے ہیں اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ اگر اُلُو کسی کے مکان پر جا تو اُلُو کو بھلائی سمجھ لیا کرتے تھے۔ اب میرے موت کا وقت آ گیا ہے یا

میرے گھر والوں میں سے کوئی مرنے والا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اس باطل عقیدہ کی ممانعت فرمادی کہ پرندوں کی آواز میں کوئی خیر و شر پوشیدہ نہیں نہ کسی پرندے یا جانور کی آواز میں نحوست یا شتوم ہے۔ ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ عن ام کرز قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اقروا الطیر علی مکنا نقا (رواہ الترمذی) ”حضرت ام کرز روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا کہ پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں بیٹھا رہنے دو اور انہیں اڑا کر اچھی یا بری فال نہ لیا کرو)

اسی طرح دوسری روایت میں اس عمل کو شرک کا عمل قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرة شرک قال له ثلاثا (رواہ ترمذی)

”عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا بد فالی ایک قسم کا شرک ہے، تاکیدا تین بار یہی فرمایا“

صفر کا مطلب: آگے حدیث میں ذکر ہے کہ ولا صفر اور نہ ہی ماہ صفر میں نحوست ہے صفر کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے کہ صفر کیا چیز ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ایک قسم کا کیرا ہے سانپ نما انسان کی پیٹ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ عرب اسکو خارش سے بھی زیادہ متعدی مرض گردانتے تھے۔ آپؐ نے اس عقیدہ کی تردید کی۔ دوسرے علماء کرام فرماتے ہیں جسمیں امام مالکؒ بھی ہے کہ صفر سے مراد ماہ صفر ہے کیونکہ مشرکین عرب ماہ محرم کو حلال کرنے کے لئے اس کے بدلے میں ماہ صفر کو حرمت والا مہینہ بنا لیا کرتے تھے، جسکی تردید کی گئی ہے۔ امام ابو داؤد محمد بن راشد سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل جاہلیت یعنی مشرکین ماہ صفر کو منہوس سمجھتے تھے لہذا اس حدیث میں انکے اس عقیدہ اور قول کی تردید کی گئی ہے۔ ابن وہب فرماتے ہیں کہ یہی قول زیادہ درست ہے کیونکہ ماہ رجب کو منہوس سمجھنا تطہیر یا بد فالی ہے جسکی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح مشرکین کا پورے ہفتے میں بدھ کے دن کو منہوس سمجھنا اور ماہ شوال کو منہوس سمجھنا خصوصاً نکاح وغیرہ کے معاملے میں غلط باتیں ہیں۔

ستاروں سے بارش کی امید: اسی طرح حدیث مبارک میں پوری تفصیل ذکر کی گئی ہے چنانچہ آگے فرماتے ہیں کہ ولا نوء یعنی ستارے بھی منہوس نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ستارے آپؐ کو کچھ دے سکتے ہیں، نوء کے معنی ستارے کے ہیں، ایک حدیث شریف میں آپؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی (۱) شرک (۲) منہوس (۳) نکاح (۴) ستاروں سے

بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا، اور (۴) نَوَّء کرنا۔

میرا مطلب اس آخری جملہ سے یہ ہے کہ بعض لوگ ستاروں کی وجہ سے بارش کے قائل ہیں یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی، فلاں ستارے نے برسائی حالانکہ بارش صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادے ہی سے ہو سکتی ہے۔ اسمیں ستاروں کا کوئی عمل دخل نہیں۔

صحیحین میں حضرت زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز ایسی رات پڑھائی جسمیں بارش ہوئی تھی آپ نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحابہ کرام نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر، پس جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہوتی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں سے اس نے کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں ستارہ کی وجہ سے کی گئی ہے اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ بہر حال یوں کہنا کہ بارش فلاں ستارے یا فلاں منزل کی وجہ سے ہوئی، اس نے اللہ سے کفر کیا۔ بارش اللہ کی امر اور ارادہ سے ہوتی ہے نہ کہ ستاروں کی وجہ سے۔

آپؐ نے جو ارشاد فرمایا وہ لا غَوْلَ ہے غول عربی زبان میں بھوتی کو کہتے ہیں یہ جنوں اور شیطین کی ایک قسم ہے جو مشرکین عرب کے عقیدہ کے مطابق جنگلوں میں راہ چلتے مسافروں کو دکھائے دیتی ہے مختلف شکلوں میں تبدیل ہونا اس کا شیوہ ہے، بقول مشرکین یہ مسافروں کو بے راہ کر کے قتل کر دیتے ہیں آپؐ اس جملہ سے غول کی تردید فرمائی ہے۔ بہر حال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی چیز کسی کو نقصان یا فائدہ نہیں دی سکتی، جب تک امر الہی نہ ہو، اگر ہم ذرا غور کریں تو ہمارا بڑا تعلق، اپنے گھریا اہلیہ سے ہوتا ہے، اگر نحوست اور بدفالی وغیرہ کا قائل ہونا فی الجملہ ایک معقول بات ہوئی تو پھر ان دو چیزوں سے انسان بدفالی لیتا۔ چنانچہ حدیث مبارک میں بڑے صاف الفاظ میں نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ

عن سعد بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا هامة ولا عدوى وطيرة وان تكن الطيرة في شئ ففي الدار والفرس والمراة (رواه ابو داؤد)

سعد بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہامہ، عدویٰ اور بدفالی سب باتیں بے حقیقت ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھر، گھوڑا اور عورت میں ہوتی۔

میرے محترم سامعین! کسی چیز میں بھی نحوست اور بدفالی نہیں ہے اور نہ ہی اس چیز پر اعتقاد رکھنا چاہیے، ہمارا اعتقاد رب الایزال کی ذات پر ہونا چاہیے، رب کائنات ہمیں ان بے ہودہ عقائد و خیالات سے محفوظ فرما کر حقیقی طور پر سچا مسلمان بنائے۔ آمین